Regd No L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

الفضل

روزنامہ

خطبہ نمبر ۲۸

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ″
سہ ماہی ۷ ″
ماہوار ۲/۱ ۲ ″

یوم سہ شنبہ

۲۸ ذیقعدہ ۱۳۷۱ ہجری

فی پرچہ ۱؎

جلد ۶/۴۱ ۔ ۱۹ ظہور ۱۳۳۱ ہش ۔ ۱۹ اگست ۱۹۵۲ء ۔ نمبر ۱۹۵

اخبار احمدیہ

لاہور ۱۸ اگست ۔ مکرم نواب محمد عبداللہ خاں صاحب کو کل سے بخار ہوتا ہے اور پیچ ہے ۔ کھانسی بہت ہے سینہ پر بھی اثر ہے ۔ کمزوری بے حد ہو گئی ہے احباب صحت کاملہ کیلئے خاص طور پر دعا کریں ۔

ہندی اخبار کے ایڈیٹر کے خلاف مقدمہ

نئی دہلی ۱۸ اگست الہ آباد کے ایک ہندی اخبار کے ایڈیٹر اور ناشر کو آج عدالت میں پیش کیا گیا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخانہ مضمون شائع کیا تھا ۔ عدالت نے ان کی ضمانتیں قبول کر لیں ۔ مقدمہ کی سماعت ۲۸ اگست کو ہو گی ۔

مصر کی فوجی عدالت نے فسادات میں حصہ لینے والے مزدوروں کے لیڈر مصطفےٰ خالد کو سزائے موت کا حکم سنا دیا

وفد پارٹی کے سیکرٹری جنرل سراج الدین پاشا عنقریب پارٹی سے الگ ہو جائیں گے

قاہرہ ۱۸ اگست ۔ مصر کی فوجی عدالت نے کپڑے کے کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے لیڈر مصطفےٰ خالد کیلئے موت کی سزا تجویز کی ہے ۔ اس پر الزام یہ ہے کہ اس نے کفر الدوار کے فسادات میں مزدوروں کی رہنمائی کی تھی ۔ ان فسادات میں آٹھ آدمی ہلاک اور تیس زخمی ہوئے تھے ۔ ہلاک ہونے والوں میں دو سپاہی بھی شامل تھے ۔ حکومت نے سابق شاہی کابینہ کے سربراہ حافظ عفیفی پاشا سے بھی پوچھا ہے کہ وہ فسادات سے ایک روز قبل خفیہ طور پر کفر الدوار کیوں گئے تھے ۔ مصری افواج کے کمانڈر انچیف جنرل نجیب نے فوجوں کو متنبہ کیا ہے کہ وہ شر پسندوں کی کارروائیوں سے خبردار رہیں ۔ انہوں نے ایک بیان زرعی اصلاحات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان اصلاحات کا مقصد یہ ہے کہ بڑی بڑی جاگیریں خرید کر انہیں ان کاشتکاروں میں تقسیم کر دیا جائے جن کے پاس زمین نہیں ہے ۔ انہیں کمیونزم سے تعبیر کرنا بالکل غلط ہے ۔ وفد پارٹی کے حامی اخبار "ابلاغ" نے لکھا ہے کہ پارٹی کے سیکرٹری جنرل سراج الدین پاشا عنقریب پارٹی سے الگ ہو جائیں گے ۔

جاپان کا برآمدی بنک پاکستان میں سرمایہ لگائے گا

اس غرض کے تحت بنک کے موجودہ آئین میں ترمیم کی جا رہی ہے

کراچی ۱۸ اگست ۔ جاپان سے جو خیر سگالی وفد آیا ہوا ہے اس کے لیڈر ہاناگا کی نے بتایا ہے کہ جاپان کے برآمدی بنک میں ترمیم کی جا رہی ہے تاکہ بنک پاکستان اور جنوب مشرقی ایشیا کے دوسرے ممالک میں سرمایہ لگا سکے ۔ آج ایوان ہائے تجارت کی طرف سے وفد کے اعزاز میں ایک دعوت دی گئی ۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے وفد کے لیڈر نے بتایا ہے کہ یہ بنک جاپانی مال کی برآمد میں سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے قائم کیا گیا تھا ۔ اب یہ امر شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے کہ جاپان ایشیائی ممالک میں سرمایہ لگائے اور انہیں فنی امداد دے ۔ انہوں نے مزید بتایا کہ حکومت پاکستان میں کاریگر بھیجنے اور اپنے ہاں پاکستانی کاریگروں کو تربیت دینے کیلئے ایک مرکزی ادارہ قائم کرنے کے سوال پر غور کر رہی ہے ۔ انہوں نے مزید کہا ۔ میں بھی واپس جا کر اپنی حکومت اور وہاں کے تاجروں کو مشورہ دوں گا کہ وہ پاکستان کو زیادہ سے زیادہ فنی امداد بہم پہنچائیں اور پاکستان کے ساتھ تجارت بڑھانے کیلئے فوری قدم اٹھائیں ۔ ان سے قبل مسٹر جی الانہ نے اس بات پر زور دیا کہ وہ واپس جا کر تاجروں کو پاکستانی کپاس زیادہ سے زیادہ

۳۰ ہزار ٹن کوئلہ عنقریب پاکستان پہنچ جائیگا

کینبرا ۱۸ اگست ۔ آسٹریلیا کی حکومت نے تیس ہزار ٹن کوئلہ پاکستان برآمد کرنے کے لائسنس جاری کئے ہیں ۔ ایک خبر رساں ایجنسی نے امید ظاہر کی ہے کہ آسٹریلیا پاکستان کو مزید کوئلہ بھی برآمد کرے گا ۔

جاپانی وفد کی خواجہ ناظم الدین سے ملاقات

کراچی ۱۸ اگست ۔ جاپان کے وزیر اعظم مسٹر یوشیدا نے وزیر اعظم الحاج خواجہ ناظم الدین کو ایک ذاتی خط بھیجا ہے ۔ جاپان کا جو خیر سگالی وفد ان دنوں کراچی آیا ہوا ہے آج اس کے ارکین نے وزیر اعظم سے ملاقات کر کے مسٹر یوشیدا کا خط انہیں دیا ۔ یہ ملاقات آدھ گھنٹے تک جاری رہی ۔ مسٹر یونیدہ میں وزیر تجارت مسٹر فضل الرحمن اور مجلس دستور ساز کے صدر تمیز الدین خاں سے بھی ملا

قیمتوں میں استحکام کی سکیم ۳۱ اگست کو ختم ہو جائے گی

کراچی ۱۸ اگست ۔ روئی بورڈ نے اعلان کیا ہے کہ روئی کی قیمتوں میں استحکام کی سکیم اس مہینے کی ۳۱ تاریخ کو ختم ہو جائے گی ۔ اس لئے بورڈ اس سکیم کے تحت یکم ستمبر سے کوئی ٹنڈر قبول نہیں کرے گا ۔

پولیس نے چھان بین کرنے سے زیادہ اپنی پوزیشن صاف کرنے کی کوشش کی ہے

کمیشن کی رپورٹ کے متعلق بیگم لیاقت علی کا بیان

کراچی ۱۸ اگست ۔ قائد ملت لیاقت علی خاں کے حادثہ قتل کے تحقیقاتی کمیشن نے جو رپورٹ پیش کی ہے بیگم لیاقت علی خاں نے اس کے متعلق ایک بیان جاری کیا ہے ۔ انہوں نے کہا ہے یہ بڑی بھاری غلطی ہوئی کہ ٹریبونل مقرر کرنے سے پہلے تحقیقات کرنے کے لئے کمیٹی مقرر نہیں کی گئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پولیس نے چھان بین کرنے کی بجائے سارا زور اپنی پوزیشن صاف کرنے پر خرچ کر دیا ۔ یہ واردات جس ڈھنگ سے ہوئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ خان لیاقت علی خان کا قتل ایک منظم سازش کا نتیجہ تھا ۔ بیان میں انہوں نے مزید کہا ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ کامیاب تحقیقات کے امکانات کم ہوتے جا رہے ہیں ۔ یہ بڑی ہی افسوسناک بات ہو گی کہ اگر اصل سازش کا سراغ نہ مل سکے اور مجرم سزا سے بچ جائے ۔

جاپان پاکستانی روئی کی ایک لاکھ گانٹھیں خریدیگا

ٹوکیو ۱۸ اگست ۔ یونائیٹڈ پریس آف امریکہ نے خبر دی ہے کہ جاپان کے سوتی کپڑے کے کارخانہ داروں نے ملک میں کپاس کی ایک درآمدی انجمن قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ خیال ہے کہ یہ انجمن پاکستان سے ایک لاکھ گانٹھ کپاس خریدے گی ۔

پٹ سن کی خریداری کیلئے پچاس لاکھ روپے کا قرضہ

ڈھاکہ ۱۸ اگست نیشنل بنک آف پاکستان پٹ سن کی خریداری کے لئے مشرقی بنگال کو پچاس لاکھ روپیہ قرض دے رہا ہے ۔ صوبے کی امداد باہمی کی انجمنیں اس سے پٹ سن خریدیں گی ۔

مسلم لیگ کا بنیادی اصول تمام مذہبی فرقوں کی آزادی ہے

وہ مختلف فرقوں کے مذہبی عقائد میں کبھی دخل نہ دے گی

مسلم لیگ کی خالص سیاسی حیثیت کے متعلق قائداعظم کا اہم بیان

"مسلم لیگ کی طرف سے اور میری طرف سے یہ بات بار بار صاف کر دی گئی ہے کہ مسلمانوں کے ہر فرقہ کے ساتھ انصاف کیا جائے گا ۔ مسلم لیگ کا بنیادی اصول جس پر وہ آج بھی عامل ہے تمام مذہبی فرقوں کی آزادی ہے ۔ مسلم لیگ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے مذہبی عقائد میں کبھی دخل نہ دے گی اور نہ غیر مسلم اقلیتوں کے مذہبی عقائد میں دخیل ہو گی ۔"

(حیات محمد علی جناح مصنفہ رئیس احمد صاحب جعفری صفحہ ۷۷۰)

مرسلہ شیخ عبدالقادر صاحب ۔ لائلپوری

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور
مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۵۲ء

موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

آپ نے کسی دریا کا منبع ملاحظہ کیا ہے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ اپنے منبع کے پاس محض ایک چھوٹی سی نالی کی طرح ہوتا ہے۔ آدمی اس پر سے چلکر پار ہوسکتا ہے۔ کچھ دور جاکر اسی طرح ایک اور چھوٹی سی نالی اس سے آملتی ہے۔ دونوں ملکر ذرا بڑی نالی بنکر آگے روانہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح کچھ دور چلکر ایک اور چھوٹی سی نالی آملتی ہے۔ پھر اور پھر اور یہاں تک کہ ایک نالہ کی صورت بن جاتی ہے۔ یہ نالہ بھی اسی طرح پھیلتا چلا جاتا ہے۔ آخر اتنا وسیع اور گہرا ہو جاتا ہے کہ آدمی بغیر کشتی کے اس کو پار نہیں کر سکتا۔

دریا عموماً پہاڑوں سے نکلتے ہیں۔ منبع کے قریب ان کی رفتار بڑی تیز ہوتی ہے۔ اور پتھروں اور سلوں سے پانی کے ٹکرانے کی وجہ سے نہ صرف شور پیدا ہوتا ہے بلکہ رفتار بھی غیر معمولی طور پر تیز ہو جاتی ہے۔ جہاں راستہ میں کوئی بڑا پتھر یا سل آئے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پانی اس کے ساتھ لڑائی کر رہا ہے۔ تیزی اور تندی بڑھ جاتی ہے۔ پھر کہیں یکدم کوئی گراؤ آجاتا ہے۔ پانی زور سے گرتا ہے اور گرنے کی وجہ سے تیزی اور تندی بھی افزوں ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پہاڑی علاقے کو طے کرتا ہوا دریا میدان میں پہونچ جاتا ہے۔ میدان میں تھوڑی دور آگے جاکر اس کی رفتار نرم پڑ جاتی ہے اور پھیلاؤ بڑھ جاتا ہے۔ اس سے انسان نہریں نکال نکال کر دور تک اس کا پانی لے جاتے ہیں۔ اور اپنے کھیتوں کو اس سے سینچتے ہیں۔ باغ باغیچوں کو شاداب کرتے ہیں۔ دریا کے آس پاس کے تمام علاقے سرسبز ہو جاتے ہیں۔ منوں پھل پیدا ہوتے ہیں اور اناج کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ جن پر چرند پرند اور انسان بسر اوقات کرتے ہیں۔

کچھ دور جاکر ایک دریا اکثر دوسرے دریاؤں سے ملکر بہت بڑا دریا بن جاتا ہے۔ اور یہ عظیم الشان دریا یک جان ہو کر آگے بڑھتا ہے۔ اب اس میں کشتیوں کے علاوہ بڑے بڑے جہاز بھی چل سکتے ہیں۔ جو ہزاروں ٹن تجارتی مال اور ہزاروں انسانوں کو اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر لے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ دریاؤں کا مجموعہ جو یکجان ہو کر چلا تھا سمندر کے ساتھ جاکر مل جاتا ہے۔

میدان میں بھی دریا ہمیشہ ایک ہی رفتار اور ایک حالت میں نہیں بہتے۔ کبھی پانی کم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ پیندا نظر آنے لگتا ہے۔ مگر کبھی اتنا سیلاب آجاتا ہے کہ پانی کناروں سے اچھل پڑتا ہے۔ اور ارد گرد کے تمام علاقوں کو زیر آب کر دیتا ہے گزشتہ سے پیوستہ سال پنجاب کے سب دریاؤں میں اتنا سیلاب آیا تھا کہ تمام زمین جل تھل ہوگئی تھی۔ تمام دریا ایک بن گئے تھے

جس شخص نے صرف دریا کا منبع دیکھا ہو اور اس کے بڑھتے ہوئے پھیلاؤ کا قدم بہ قدم تتبع نہ کیا ہو۔ اور یکدم اس کو اس کا دہانہ جہاں وہ سمندر میں کرتا ہے دکھایا جائے تو وہ کبھی یقین نہیں کریگا کہ یہ وہی دریا ہے۔ جس کو اس نے منبع سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔

اگر دریا کا منبع خشک ہو جائے اور نہ کوئی ندی نالہ یا اور دریا اس میں آکر ملے تو دریا بھی خشک ہو جائیگا اس سے جو فوائد انسان اٹھاتا ہے۔ وہ بھی ختم ہو جائینگے وہ عظیم الشان دریا جو اپنے دہانے کے پاس ایک سمندر بن جاتا ہے کچھ بھی نہ رہے گا۔ تمام قصہ ہی ختم ہو جائے گا۔ اس لئے دریا کو دریا رہنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کا تعلق اپنے منبع کے ساتھ قائم رہے۔ اس میں منبع سے ہمیشہ اور مسلسل کمک ملتی رہے:

دریا کے منبع کے متعلق کچھ وضاحت ضروری ہے۔ عام طور پر ہم کسی ایک جگہ کو دریا کا منبع مان لیتے ہیں۔ کیونکہ اپنی موجودہ صورت میں ہم اسکو وہیں سے نکلتا دیکھتے ہیں۔ کوئی جھیل یا کوئی چٹان کا دہانہ جہاں آگے ہم نشاندہی نہیں کر سکتے۔ حالانکہ دریا کا منبع صرف ایک نہیں ہوتا۔ تمام ندی نالے جو اس میں آکر ملتے ہیں۔ ان میں سے بھی اکثر اپنا اپنا مستقل منبع رکھتے ہیں۔ مگر ہم زیادہ سے زیادہ دور سے جو نالی آتی ہے اس کو دریاؤں کا حقیقی منبع کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں یہ درست نہیں ہے۔

دریا کا حقیقی منبع دراصل وہ مائیت ہے جو جھیلوں اور سمندروں میں پانی کی صورت اور فضا میں گیس کی صورت اور اونچے پہاڑوں پر برف کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ دریا کا اصل مادی منبع یہی مائیت ہے جو ماحول کے مطابق کہیں جھیل کہیں برف کے مستقل تودے کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور وہ دریا کا ظاہری منبع سمجھا جاتا ہے۔

اس طرح دریا میں خواہ کتنے ہی ندی نالے آکر ملیں چونکہ سب کا حقیقی منبع وہی مائیت ہے اس لئے دریا کا ایک ہی منبع ہے۔ خواہ بظاہر ہمیں ندی نالوں کی تعداد کے مطابق کئی منبع دکھائی دیتے ہیں۔

ہم کرۂ ارضی پر دیکھتے ہیں کہ پانی یا مائیت کا سب سے بڑا مجموعہ سمندر ہیں۔ سائنس دان جانتے ہیں کہ سمندر ہی سے پانی کے بخارات اٹھ اٹھ کر ہوا کے ذریعہ تمام کرۂ ارض پر پھیلتے ہیں۔ اور وہی بخارات کے اونچے پہاڑوں پر برف بنتے ہیں۔ اور بارش کی صورت میں دریاؤں کے منبعوں جھیلوں وغیرہ کو سیراب کرتے ہیں۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ دریا کا ایک لحاظ سے اصل منبع سمندر ہی ہیں جہاں وہ آخر میں جاکر مل جاتا ہے۔

یہ تو مادی دریا کی داستان ہے جس طرح مادی دریا ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے روحانی دریا بھی بنائے ہیں۔ یہی روحانی دریا ہیں جن کو ہم انبیاء علیہم السلام کہتے ہیں۔

اب ذرا تاریخ بنی نوع انسان پر نظر ڈالیئے ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ کے شروع شروع میں مختلف قومیں ایک دوسری سے الگ الگ پڑی ہیں۔ نہ صرف کرۂ ارضی کی جغرافیائی حالت نے ان کو ایک دوسری سے علیحدہ کر رکھا ہے۔ بلکہ ان کی زبانیں بھی مختلف ہیں۔ اپنے اپنے ماحول کے مطابق ان کی طرز بود و باش بھی علیحدہ علیحدہ ہے۔ اور باوجود ایک انسانی یکسانی کے ایک دوسری سے بالکل مختلف ہیں۔ اس لئے ہر قوم میں علیحدہ علیحدہ روحانیت کے یہ ندی نالے بہتے رہے۔ مگر تاریخ انسانی میں وہ زمانہ بھی آنا تھا جب تمام روئے زمین ایک ہی میدان بن جانے والا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کو عظیم الشان روحانی دریا کے طور پر مبعوث فرمایا تمام روحانیت کے ندی نالے اسی میں سما گئے ہیں۔ اب یہ ایک ہی عظیم الشان روحانی دریا قیامت تک کرۂ ارضی کو سیراب کرے گا۔ کیونکہ اس کا اپنے حقیقی منبع سے کبھی تعلق منقطع نہیں ہوگا۔ جب کھیتوں باغوں اور دوسرے مقاموں میں خشکی ہوگی تو آسمانی بارش پھر اس میں سیلاب لاتی رہے گی۔ اب روحانیت کی جو لہر اٹھے گی اسی واحد دریا میں اٹھے گی۔ زمانہ کی ضرورت کے مطابق جیسی جیسی لہر کی ضرورت ہوگی اسی میں اٹھے گی۔ اب شہید۔ صدیق۔ نبی اسی دریا کی موجیں ہونگی باہر سے کوئی نئی ہو یا پرانی موج اس میں نہیں لائی جائے گی۔

اس کے اندر ہی سے موجیں اٹھیں گی۔ اس کے اندر ہی سے سیلاب برپا ہوں گے۔ اب کوئی روحانی موج یا روحانی سیلاب نہیں جو اس دریائے بیکراں سے باہر اٹھ سکتا ہے۔ اسی لئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ؎

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

احراری اب بھی نہیں بدلے

ذیل میں ہم روزنامہ الجمعیۃ دہلی کے آزادی نمبر کے ایک مضمون ۱۹۰۷ء سے ۱۹۴۷ء تک سے ایک اقتباس درج کرتے ہیں۔ یہ مضمون جناب انور صابری صاحب کا ہے۔ فہو ہذا

”انگریزوں نے مسلمان فرقہ پرستوں کی ہمت افزائی کی۔ سکھوں کو مشتعل کیا۔ ہندوؤں کی بعض جنگجو قوموں کو ریاستوں کے ذریعہ سے فساد کا راستہ دکھایا۔ اور ایسے حالات رونما کر دیئے۔ جن کی موجودگی میں تقسیم کی سب سے بڑی مخالف جماعت کانگرس نے بھی بٹوارہ کی اسکیم کو مان لیا۔ اور یہی وہ لغزش فکر و خرد تھی۔ جس کی تلافی شاید صدیوں تک ممکن نہ ہوسکے۔

جمعیۃ علمائے ہند مجلس احرار اور خدائی خدمت گاروں نے اس لغو بے ہودہ اور انسانیت کش تحریک پر مہر تصدیق ثبت نہیں کی۔ اور آج تک ان کے دل و دماغ اس معصیت کو اپنانے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ سے مستقبل کے ہر خطرہ کو عوام کے سامنے رکھا۔ جذبات سے مغلوب اور جنون اشتعال سے مسموم ذہنوں نے ان کی آواز پر کان نہیں دھرے“

(الجمعیۃ دہلی ۱۵ اگست ۱۹۵۲ء)

اقتباس آپ ہی اپنی وضاحت کر رہا ہے مجلس احرار کی دلی کیفیت مضمون نگار کے علم میں ابھی تک تبدیل نہیں ہوئی۔ احراری اخبار ”آزاد“ میں آئے دن جو مضامین ابوالکلام آزاد اور مولوی حسین احمد صاحب مدنی کے متعلق چھپتے رہتے ہیں۔ ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بھارت اور پاکستان کے مسلمان کہلانے والے کانگرسی ابھی تک یکدل اور یک غرض ہیں۔ اور وہ غرض وہی ہے۔ جو انور صابری صاحب کے مضمون سے واضح ہوتی ہے یعنی پاکستان دشمنی۔

ناموس رسالت

احراری اخبار آزاد کی اشاعت ۱۷ اگست ۱۹۵۲ء میں ”پس منظر“ کے عنوان کے تحت ”قتل کی دھمکیاں“ ایک ادارتی نوٹ شائع ہوا ہے۔ یہ نوٹ احراری تحریک تبلیس کا ایک شاہکار ہے۔ اس میں ایک چیز بھی صداقت پر مبنی نہیں جو احمدی مسلمانوں کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے۔ کہ احمدی دھمکیوں پر مشتمل گمنام خط احراریوں کو لکھتے ہیں۔ چنانچہ لائل پور کے جانباز کو بھی ایسا خط بھیجا گیا ہے۔ سستی شہرت حاصل کرنے کا یہ تو ایجاد طریقہ ہے۔ جو احراریوں نے نکالا ہے اللہ اللہ جانباز اور اسکو قتل کی دھمکی۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔

اس ادارتی نوٹ میں کراچی کے واقعہ کو بھی مسلمانوں کی سازش بتایا گیا ہے۔ یعنی احمدی

(باقی دیکھیں صہ پر)

۲۸

خطبہ جمعہ

عقیدے کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہے کسی حکومت کو اس میں دخل دینے کا اختیار حاصل نہیں ہے

جہاں تک حکومت کے قوانین کا سوال ہے تم ان کی پابندی کرو

جہاں تک عقائد کا سوال ہے تم ان پر مضبوطی سے قائم رہو

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۸ اگست سنہ ۱۹۵۲ بمقام ربوہ

مرتبہ:۔ سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
اللہ تعالیٰ نے انسان کو

مرکب القویٰ

بنایا ہے۔ اور انسان کے حالات بھی مرکب قسم کے ہوتے ہیں۔ اس سے ایک ہی قسم کے اخلاق اور عادات کا اظہار نہیں ہوتا۔ اور یہی فرق دراصل انسان اور حیوان میں ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو وسطی مذہب قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کے ماننے والے درمیانی طریق پر چلتے ہیں۔ یعنی ان کو ایسے احکام ملتے ہیں جو بظاہر متضاد ہوتے ہیں۔ لیکن ایک مومن ان کے درمیان ہو کر چلتا ہے۔ یہی وہ مسئلہ ہے۔ جس کو ہماری شریعت میں تمثیلی زبان میں جسر صراط قرار دیا گیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنت میں جانے والے لوگ ایک پل پر سے گزرینگے۔ جو

تلوار کی دھار سے زیادہ تیز

اور باریک ہوگا۔ مومن تو اس پر سے گزر جائیں گے۔ اس لئے کہ ان میں یہ قابلیت ہوگی کہ وہ درمیانی راستہ پر سے گزریں لیکن دوسرے لوگ گر جائیں گے۔ کیونکہ ان میں یہ طاقت نہیں ہوگی کہ وہ درمیانی راستہ کا خیال رکھیں:۔

میں نے اعلان کیا تھا کہ اگر ہم نے

حکومت سے ٹکرانا نہیں

اور یقیناً ہم اس سے نہیں ٹکرائیں گے۔ تو ہمیں بعض غیر اہم امور کو چھوڑنا پڑے گا۔ اول تو آجکل کوئی حکومت ایسا قانون نہیں بنا سکتی۔ جس سے کسی فرد کو اس کے مذہبی فرائض سے روکا جائے۔ وہ ایسا قانون اسی وقت بنا سکتی ہے۔ جب وہ ساری دنیا سے ٹکر لینے کے لئے تیار ہو جائے۔ دنیا کے لوگ اب ایک دوسرے کے اتنے قریب ہو چکے ہیں۔ کہ وہ دوسری حکومت کے احکام پر نکتہ چینی کر سکتے ہیں بعض دفعہ بعض حکومتیں سختی بھی کرتی ہیں۔ مثلاً ترکی نے حکم دے دیا تھا کہ مسلمان اذان ترکی زبان میں دیا کریں اور ایک حد تک حکومت نے اس قانون کو قائم بھی رکھا لیکن پھر دنیا سے متاثر ہو کر عربی زبان میں اذان دینے کی اجازت دے دی۔ اسی طرح بعض اور حکومتوں نے

افراد کے مذہب

میں روکیں ڈالیں۔ اور پھر یہ روکیں ہٹا دی گئیں۔ روس میں بھی جو مادر پدر آزاد کہلانے کا مستحق ہے ایسے دور آتے ہیں۔ جن میں مخالف حکومتوں کے اثر سے ڈر کر وہ بعض دفعہ مذہب کو آزادی دے دیتا ہے۔ آجکل کے زمانہ اور پرانے زمانہ میں بہت فرق ہے۔ پہلے زمانہ میں لوگ ایک دوسرے سے پورے طور پر آگاہ نہیں تھے۔ اور انسانی فطرت کا خیال نہ رکھنے والا بعض اوقات زیادتی بھی کر دیتا تھا۔ اور انسانی فطرت کے خلاف حکم دیدیتا تھا۔ لیکن اب جبکہ ذرائع رسل و رسائل آسان ہو جانے کی وجہ سے دنیا کے لوگ آپس میں مل گئے ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے کے احکام پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اس قسم کے احکام نہیں دیئے جا سکتے۔ پس جب میں نے کہا کہ اگر حکومت ہمارے مذہبی امور میں دخل اندازی کریگی تو غیر اہم امور کو اہم امور کے لئے چھوڑ بھی سکتے ہیں تو یہ

ایک فرضی بات

تھی۔ جو میں نے کہی۔ ورنہ ایسے ممالک جو آپس میں ملکر رہنا چاہتے ہیں وہ ایسے احکام نہیں دے سکتے۔ میں نے کہا تھا کہ اگر حکومت احمدی نام کو خلاف قانون قرار دے دے۔ تو ہم احمدی مسلمان کی جگہ محض مسلمان کہلانا شروع کر دینگے۔ کیونکہ ہمارا اصل نام مسلمان ہے۔ احمدی تو اس کے ساتھ صرف امتیاز کے طور پر شامل کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھو سمّٰکم المسلمین اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ پس جب ہمارا اصل نام مسلمان ہی ہے۔ تو اگر کوئی حکومت احمدی نام پر پابندی لگائے گی تو ہم صرف مسلمان کہلانے لگ جائیں گے۔ بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ اور بعض اخبارات نے بھی لکھا ہے کہ آجکل کی حکومتیں ایسی نہیں [illegible]

محض نام پر پابندی

عائد کرنے پر اکتفا کریں۔ آجکل نظم و نسق اس قسم کا ہے کہ جب لوگ سوال کرتے ہیں۔ تو اس سے کوئی چیز باہر نہیں نکل سکتی۔ یہ درست ہے کہ انسان اگر کرنے پر آئے تو کیا کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ جہاں ہم اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی حکومت ایسا حکم دے۔ جو افراد کے مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اور وہ ہماری اصولی چیزوں سے ٹکراتا نہ ہو۔ تو ہم جماعت کو یہ تعلیم دیں گے۔ کہ وہ حکومت کی اطاعت کرے۔ وہاں شریعت یہ بھی کہتی ہے۔ کہ اگر

تمہارے ایمان کا امتحان

ہو۔ اور تمہارے سروں پر آرے رکھ کر تمہیں چیر دیا جائے تو تم آخر تک چر جاؤ لیکن ایمان کو ضائع نہ ہونے دو۔ پس جہاں یہ ٹھیک ہے۔ کہ کوئی حکومت ایسی بھی ہو سکتی ہے۔ جو اس قسم کے عقل کے خلاف احکام دے دے۔ اور وہ افراد کے مذہب میں مداخلت کرے۔ وہاں یہ بھی ٹھیک ہے کہ دنیا میں ایسے سرت بھی ہو سکتے ہیں۔ جو مذہب کے لئے جائز قربانیاں کرتے چلے جائیں۔ اور ایمان پر قائم رہیں جس شخص کو ہم نے مانا ہے۔ اس کا شعر ہے

> در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
> اول کسیکہ لاف تعشق زند منم

یعنی اگر تیرے کوچہ میں عشاق کے سروں کو کاٹنے کا حکم دے دیا جائے۔ تو سب سے پہلے جو عشق کا شور مچائے گا۔ وہ میں ہوں گا پس یہ ٹھیک ہے کہ بعض حکومتیں ایسا ظلم بھی کر سکتی ہیں۔ جیسا کہ روس میں ہو رہا ہے۔ کہ وہاں مذہب کو بالکل بیکار کر دیا گیا ہے اسی طرح اور بھی ایسے ممالک ہو سکتے ہیں لیکن ہمارے [illegible]

خیال میں روس سے زیادہ ان میں مذہب پر پابندی نہیں ہو سکتی۔ آج کل کی ظاہری روش اور

جمہوری خیالات

کے نتیجہ میں کوئی حکومت روس کا سا طریق اختیار نہیں کر سکتی۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں۔ جو مذہب میں اس حد تک دخل دے۔ پس عقلی بات تو یہی ہے کہ کوئی حکومت افراد کے مذہب میں دخل نہیں دے سکتی لیکن کوئی حکومت اگر عقل سے باہر جا کر ایسے قوانین بنا دے۔ جو مذہب میں روک پیدا کر دیں۔ اور الفاظ کی تبدیلی سے کام نہ بنے۔ تو ہم یہی کہیں گے۔ کہ تم ہمیں گولی مار دو۔ لیکن ہم اپنے اصول کو نہیں چھوڑیں گے۔ ہم مرتے جائیں گے۔ لیکن صداقت کا انکار نہیں کرینگے۔

موت سے زیادہ حقیر چیز

اور ہے ہی کیا ہماری چیزوں پر کچھ نہ کچھ خرچ ہوتا ہے۔ دستخطوں کے لئے سیاہی لینے جائیں تو اس پر بھی دھیلہ خرچ آ جاتا ہے۔ لیکن موت پر کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ موت آخر آنی ہے۔ اور جو چیز ضرور آنی ہے۔ اس پر خرچ کیا آئیگا۔ پس یہ ٹھیک ہے کہ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں آجکل کی متمدن دنیا میں کسی حکومت کے قوانین مذہب کے بارہ میں اس حد تک نہیں جایا کرتے کہ وہ ظالمانہ صورت اختیار کر جائیں۔ بعض جگہوں پر حکومتیں ایک حد تک سختی کرتی ہیں۔ مثلاً ساؤتھ افریقہ کی حکومت نے یہ قانون بنایا ہے۔ کہ کالے گوروں سے الگ رہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتی کہ کالے ملک میں نہ رہیں۔ اس نے یہ کہا ہے۔ کہ گورے اور کالے ریلوں میں اکٹھے سفر نہ کریں۔ لیکن اس نے یہ نہیں کہا کہ کالے سفر ہی نہ کریں۔ اس نے یہ کہا ہے کہ گوروں کے ہسپتال میں کالے نہ جائیں لیکن اس نے یہ نہیں کہا کہ کالوں کا علاج ہی نہ ہو اس نے یہ کہا ہے کہ گورے اور کالے آپس میں شادی نہ کریں۔ لیکن وہ یہ نہیں کہتی کہ کالے شادی ہی نہ کریں۔ پس بعض ممالک میں بے شک سختیاں ہوتی ہیں مگر ایک حد تک۔ لیکن دنیا چونکہ متمدن ہو چکی ہے اس لئے اب کوئی ایسی حکومت نہیں ہو سکتی۔

جو کوئی ایسا قانون بنائے جو عقل کے خلاف ہو۔ لیکن فرض کرو۔ کہ اگر کوئی ایسی حکومت ہو

جو عقل سے باہر جا کر

ایسے قانون بنا سکتی ہو۔ تو عاشق بھی عقل سے باہر جا کر اپنی جانوں کو شہادت کے لئے پیش کر سکتے ہیں۔ اور یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ جس پر لوگوں کو حیرت ہو ہماری جماعت امن پسند جماعت ہے۔ لیکن جن ملکوں میں احمدیوں کے لئے امن نہیں رہا۔ وہاں ہم نے اپنے آپ کو بچایا نہیں کابل میں دیکھ لو۔ احمدی پتھر کھاتے گئے۔ مگر مرتد نہیں ہوئے پس حکومت کی فرمانبرداری اور چیز ہے۔ اور عقائد اور چیز ہیں۔ متمدن دنیا افراد کے مذاہب میں دخل نہیں دیتی متمدن دنیا حریت ضمیر میں دخل نہیں دیتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ میں تھے۔ جہاں تک آئین کا سوال تھا۔ آپ مکہ کی حکومت کے

قانون کے پابند تھے

اور حکومت کی اطاعت کرتے تھے۔ لیکن آپ نے تبلیغ کو ترک نہیں کر دیا تھا۔ سچ کو آپ نے ترک نہیں کر دیا تھا۔ کسی کے کہنے پر آپ نے اپنا کام نہیں چھوڑ دیا تھا۔ لیکن جہاں تک آئین اور قانون کا سوال تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت کے قوانین کی پابندی کی۔ اور جہاں تک عقائد کا سوال تھا۔ آپ نے اپنے آپ کو ان پر مضبوطی سے قائم رکھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام پر بھی ہماری طرح متضاد سوالات کئے جاتے تھے۔ لوگ عوام الناس کے پاس جاتے۔ تو کہتے یہ حکومت کے خوشامدی ہیں۔ اور حکومت کے پاس جاتے تو کہتے۔ یہ باغی ہیں۔ ہمارے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے۔ مخالفوں کی کتب میں وہ مضامین بھی موجود ہیں جن میں لکھا گیا ہے۔ کہ ہم حکومت کے خوشامدی ہیں۔ اور حکومت کے نام ایسے محضرنامے بھی موجود ہیں۔ جن میں کہا گیا ہے۔ کہ ہم حکومت کے باغی ہیں ایک طرف باغی کہنا۔ اور دوسری طرف خوشامدی کہنا یہ دونوں چیزیں اکٹھی کیسے ہو سکتی ہیں۔ لیکن لوگ اکثریت کے گھمنڈ میں سب کچھ کہہ لیا کرتے ہیں۔ وہ طاقت کے گھمنڈ میں یہ خیال نہیں رکھتے۔ کہ سچ کیا ہے لوگ

اکثریت کے گھمنڈ میں

بجائے دوسروں کے احساسات کا خیال رکھنے کے یہ کہتے ہیں۔ کہ تم نے ہماری بات نہ مانی۔ تو ہم ڈنڈا ماریں گے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ کوئی بھیڑیا ندی کے کنارے پانی پی رہا تھا۔ ایک بکری کا بچہ آیا۔ اور اس نے بھی پانی پینا شروع کر دیا۔ بکری کا بچہ دیکھ کر بھیڑیے کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اور اس نے یہ چاہا۔ کہ اسے کھا لے۔ انسانوں اور حیوانوں کے حالات ایک سے نہیں ہوتے۔ انسان دلیل دیتا ہے۔ لیکن ایک حیوان دلیل نہیں دیتا۔ مثال میں چونکہ دلیل دی گئی ہے۔ اس لئے یہاں بھیڑیے سے مراد وہ آدمی ہے۔ جو بھیڑیے کے سے خصائل رکھتا ہو۔ اور بکری کے بچہ سے وہ آدمی مراد ہے۔ جو اس کے سے خصائل رکھتا ہو۔ بہرحال بھیڑیے کو یہ لالچ پیدا ہوا۔ کہ کسی نہ کسی طرح بکری کے بچہ کو کھا لے۔ چنانچہ وہ بکری کے بچہ کو دیکھ کر کہنے لگا تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ تو میرا پانی گدلا کر رہا ہے۔

بکری کے بچہ نے کہا

سرکار یہ کون سی بات ہے۔ آپ نے سوچا نہیں۔ کہ آپ اوپر ہیں اور میں نیچے۔ آپ کا پیا ہوا پانی میری طرف آ رہا ہے۔ نہ کہ میرا پیا ہوا پانی آپ کی طرف جا رہا ہے۔ بھیڑیے نے آگے بڑھ کر بکری کے بچہ کو تھپڑ مارا اور اسے مار دیا۔ اور کہا۔ نالائق مجھے جواب دیتا ہے۔ پس زبردست کثرت پر گھمنڈ کرتا ہی ہے۔ جیسے آج کل احراری اخبار آزاد۔ زمیندار اور آفاق کر رہے ہیں۔ وہ کہیں گے اور ہم سنیں گے۔ اور چونکہ ہم تھوڑے ہیں۔ .... اس لئے ہم تھوڑے ہونے کی سزا بھگتیں گے۔ یہاں تک کہ ہمارے خدا کی غیرت بھڑک اٹھے۔ اور وہ ہمیں اقلیت سے اکثریت میں تبدیل کر دے۔ لیکن جب تک ہم تھوڑے ہیں۔ ہمیں تھوڑے ہونے کی سزا بھگتنی پڑے گی ماریں کھانی پڑیں گی۔ گالیاں سننی پڑیں گی۔

کئی احمدی

میرے پاس آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ آخر ہم کب تک ان تکالیف کو برداشت کریں گے؟ میں انہیں یہی کہتا ہوں۔ تم تھوڑے ہو۔ اور جب تک تم تھوڑے ہو۔ تمہیں تھوڑا ہونے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ خدا تعالیٰ اگر تمہیں دکھوں میں مبتلا نہ کرنا چاہتا تو وہ تمہیں اقلیت میں نہ رہنے دیتا۔ لیکن جس طرح کثرت دماغ میں غرور پیدا کر کے عقل مار دیتی ہے۔ اسی طرح عشق بھی ایک عاشق صادق کے اندر کبریائی پیدا کر دیتا ہے۔ مگر عشق ہمیشہ کبریائی کے نشہ میں آ کر مرتا ہے۔ مارتا نہیں۔ چنانچہ دیکھ لو عاشقوں نے معشوقوں کے لئے اپنی جانیں دی ہیں۔ اور کثرت والوں نے تھوڑی تعداد والوں کو غرور میں آ کر مارا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی یہ تقدیر ہے۔ جو بدل نہیں سکتی۔ تم کوئی نئی جماعت نہیں جو اقلیت میں ہو۔ کثرت والے کہتے ہیں۔ ہم تمہیں اقلیت بنا دیں گے۔ ہم کہتے ہیں بنانے کا کیا سوال ہے۔ ہم تو پہلے ہی اقلیت میں ہیں۔ کیونکہ ہم تھوڑے ہیں۔ جس چیز کا ہمیں انکار ہے وہ یہ ہے۔ کہ ہم وہ اقلیت نہیں۔ جس کے معنے غیر مسلم کے ہیں۔ کیا مسلمان

ہندوستان میں اقلیت

میں نہیں۔ ہندوستان میں ہندو زیادہ ہیں۔ اور مسلمان کم ہیں۔ پھر اگر پاکستان میں کوئی ناجائز سلوک اقلیت سے ہو سکتا ہے۔ تو کیا وہی سلوک ہندوستان میں مسلمانوں سے بھی ہو سکتا ہے۔ یا چین میں مسلمانوں سے ہو سکتا ہے۔ اگر اقلیت پر سختی کرنا جائز ہے۔ تو پھر وہی سلوک انگلستان میں بھی مسلمانوں سے جائز ہے۔ یہ کتنی بے حیائی ہے۔ کہ ایک قوم متمدن ہونے کا دعویٰ بھی کرے اور پھر وہ یہ خیال کرے۔ کہ اگر وہ اقلیت والوں سے اپنی کثرت کی وجہ سے کوئی برا سلوک کرتی ہے تو جائز ہے۔ لیکن دوسری شریف حکومتوں سے جہاں وہ قوم خود اقلیت میں ہے یہ امید رکھے۔ کہ وہ اس سے ایسا سلوک نہیں کریں گی۔

کتنے تعجب کی بات ہے

کہ اسلام جو سب سے زیادہ شرافت سکھاتا ہے اس کی طرف منسوب ہونے والے آج غیر قوموں کی شرافت سے تو ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم تمہارے ملک میں تھوڑے ہیں اس لئے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ لیکن اپنے ملک میں تھوڑوں پر ظلم کرنا چاہتے ہیں۔ اور تھوڑا سمجھ کر ان کو آزادی سے محروم کرنا چاہتے ہیں کیا یہ شرافت ہے؟ ہم اقلیت سے جو سلوک کرتے ہیں وہی سلوک اگر وہ ممالک ہم سے کریں جہاں ہم اقلیت میں ہیں۔ تو ان کا یہ طریق جائز ہو گا۔ لیکن ہم اسے جائز نہیں کہتے۔ جو سلوک ہندوستان میں مسلمانوں سے ہو رہا ہے۔ کوئی احمدی ہو۔ یا غیر احمدی۔ اسے برا مناتا ہے۔ کیونکہ مسلمان بھی حکومت کے اعضاء ہیں۔ اور حکومت میں سب کو برابر ہونا چاہیئے۔ یہی سلوک پاکستان میں بھی ہونا چاہیئے۔ جو شخص

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پر ایمان رکھتا ہے۔ اور اس کا قرآن کریم کے احکام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر ایمان ہے۔ وہ مسلمان ہے۔ اور پھر جتنا جتنا وہ احکام قرآن اور احکام رسول پر عملاً ایمان لاتا ہے اتنا اتنا وہ حقیقتاً مسلمان ہے۔ لیکن جب وہ منہ سے کہتا ہے۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ تو وہ ظاہر میں سو فی صدی مسلمان ہے۔ کیونکہ وہ منہ سے کہتا ہے میں مسلمان ہوں۔ اور نام کے لحاظ سے منہ سے کہنا کافی ہے۔ اور عمل حقیقت کے لحاظ سے ضروری ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے

کہ وہ فیصلہ کرے۔ کہ کوئی کیسا مسلمان ہے۔ بندے کا کام نہیں۔ بندے کا کام یہ ہے۔ کہ جب کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے تو وہ اسے مسلمان کہے۔ اگر میں کہتا ہوں۔ میں مسلمان ہوں۔ تو اسے مجھے مسلمان ماننا پڑے گا۔ اگر زید کہتا ہے۔ میں مسلمان ہوں۔ تو اسے زید کو مسلمان ماننا پڑے گا چاہے وہ شافعی ہو۔ حنفی ہو۔ مالکی ہو۔ حنبلی ہو۔ پس اکثریت اگر گھمنڈ میں آ کر تمہیں مارتی ہے۔ تو اسے مارنے دو۔ تم یہ تسلیم کرتے کہ تم تھوڑے ہو اس لئے نہیں کہ تم مسلمان نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ احمدی کہلانے والے مسلمان غیر احمدی کہلانے والے مسلمانوں سے کم ہیں۔ اور عربی زبان میں اسے اقلیت کہتے ہیں۔ اقلیت کے یہ معنی نہیں کہ ہم مسلمان نہیں۔ کیونکہ ہم منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور قیامت تک اپنے آپ کو مسلمان کہتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ ہم بڑھ جائیں۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی تقدیر چاہتی ہے۔ کہ وہ احمدیت کو قائم رکھے تو یقیناً ہم بڑھیں گے اور بڑھتے چلے جائیں گے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس فتنہ کے ایام میں بھی جن لوگوں کو جرأت ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کے

غلط الزامات کی تردید

کر دیتے ہیں۔ ایک دوست نے مجھے خط لکھا۔ کہ میں احمدی نہیں۔ میں سیاسی آدمی ہوں۔ مذہبی نہیں۔ لیکن جوں جوں اخبارات میں میں نے پڑھنا شروع کیا۔ کہ احمدی پاکستان کے غدار ہیں۔ تو مجھے پتہ لگا کہ ایسا کہنے والے جھوٹے ہیں میں کٹر پاکستانی تھا۔ میں نے پاکستان کی خاطر بہت سی قربانیاں کیں۔ اور میرے وفادار ساتھیوں میں سے بعض احمدی بھی تھے پس جب میں اخبارات میں پڑھتا ہوں کہ احمدی غدار ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کہنے والے جھوٹے ہیں۔ یہ خیالات ہزاروں کے نہیں لاکھوں کے ہیں لیکن سب میں یہ جرأت نہیں۔ کہ اس کا اظہار کریں۔ لیکن ایک وقت آئیگا۔ جب لوگ جرأت سے اس کا اظہار کریں گے۔ لاہور گورداسپور فیروزپور وغیرہ کے لاکھوں آدمی ہیں جن کے ساتھ احمدی مل کر کام کرتے رہے۔ راولپنڈی کا اخبار "تعمیر" آجکل زمیندار کا ہم نوا ہے۔ لیکن آج سے کچھ سال پہلے ایڈیٹر نے اپنے ایک نوٹ میں لکھا تھا کہ احمدیوں نے پاکستان کی خاطر بہت سی قربانیاں کی ہیں۔

آج وہ جو کچھ چاہتے ہیں کہیں لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اس وقت ایڈیٹر اخبار "تعمیر" نے کیا لکھا تھا مصیبت کے وقت اسکے منہ سے سچ نکل گیا تھا پس یہ چیزیں بتاتی ہیں کہ مومن اور شریف آدمی وہی ہے جس کے ہاتھ سے ایک طرف چیونٹی کو بھی ضرر نہیں پہنچتا۔ قانون کا بڑا ہی پابند ہوتا ہے وہ قانون پر بڑے اچھے طور سے عمل کرتا ہے اور بڑا ہی بے ضرر ہوتا ہے جیسے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اور صحابہؓ نے ایسے ہی کیا اور مکہ میں رہ کر وہاں کی حکومتوں کے قواعد کی پابندی کی۔ لیکن ساتھ ہی وہ نڈر بھی ہوتا ہے کوئی اسے مارتا ہے یا گالیاں دیتا ہے۔ تو وہ اسکی پرواہ نہیں کرتا۔ ایک صحابی جو پہلے مسلمان نہیں تھے۔ بعد میں وہ مسلمان ہو گئے۔ ہمیشہ یہ واقعہ سنایا کرتے تھے۔ اس وقت میں سارا واقعہ تو سنا نہیں سکتا۔ اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں میں مسلمان نہیں تھا۔ میں ایک لڑائی میں شامل ہو گیا اور ہم نے مسلمانوں کو مارنا شروع کیا۔ ہمیں مسلمانوں کا ایک لیڈر نیچے اترا آیا۔ ہم میں سے دو تین آدمیوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اور ایک شخص نے آگے بڑھ کر اس کے سینہ میں نیزہ مارا وہ گر پڑا۔ جب وہ گرا۔ تو اس کی زبان سے نکلا۔ فزت برب الکعبۃ۔ کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے کہا۔ یہ عجیب آدمی ہے گھر سے دور ہے۔ بے وطن ہے۔ بیوی بچے پاس نہیں۔ دھوکہ میں اسے یہاں لایا گیا ہے۔ اسے وصیت کرنے کا موقعہ بھی نہیں ملا۔ مگر بجائے اس کے کہ یہ روتا وہ نعرہ مارتا ہے۔ کہ فزت برب الکعبۃ کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں اس قبیلے کا آدمی نہیں تھا۔

جس نے اس شخص کو شہید کیا میں ان کے ہاں بطور مہمان مقیم تھا۔ اور لڑائی میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر میں مدینہ آگیا۔ تا دیکھوں کہ یہ کیسے لوگ ہیں۔ جنہیں

موت میں لذت

محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور چند دن وہاں رہا۔ مجھے صداقت کا احساس ہوا۔ اور میں مسلمان ہو گیا۔ پھر آگے وہ صحابیؓ کہتے ہیں۔ کہ خدا کی قسم اتنے سال گذر گئے۔ کہ یہ واقعہ ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر بھی اتنے سال گذر گئے۔ لیکن میں جب بھی یہ واقعہ سناتا ہوں۔ وہ نظارہ میرے سامنے آجاتا ہے۔ اور میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور میں اس نظارہ کو بھول نہیں سکتا۔ پس جہاں تک

قانون کا سوال ہے

جماعت اس کی پابندی کرے گی۔ لیکن جہاں تک لٹھ بازی کا سوال ہے۔ ہر مخلص احمدی لاٹھیاں کھاتا جائیگا۔ اور صداقت کا اظہار کرتا جائے گا۔ بعض کمزور کمزوریاں دکھا چکے ہیں۔ اور ممکن ہے آئندہ بھی دکھائیں۔ کیونکہ بعض طبائع کمزور بھی ہوتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی احد میں بھاگے۔ تو آپؐ نے فرمایا تم لوگ فرار نہیں۔ کرار ہو۔ کیونکہ تمہارا جنگ میں دوبارہ جانے کا ارادہ تھا۔ اسی طرح ایک اور صحابی رضؓ تھے۔ ان پر مخالفین نے سختی کی۔ وہ ابھی بچے تھے۔ مخالفین نے ان کے منہ سے بعض الفاظ نکلوا لئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پتہ لگا۔ تو آپؐ نے محبت سے ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ اور ایسے الفاظ کہے۔ جن سے ان کی دلجوئی ہو۔ مومن کی شان یہی ہے۔ کہ جتھے اسے مارتے ہیں۔ تو مارتے رہیں۔ اگر اکثریت اپنی طاقت کے گھمنڈ میں اس پر ظلم کرتی ہے۔ تو کرتی رہے۔ وہ اسے برداشت کرتا جاتا ہے۔ لوگ اسے صداقت سے پھیرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ پھرتا نہیں۔

وہ صداقت پر قائم رہتا ہے

لیکن اگر کوئی کمزور طبیعت شخص کمزوری دکھاجاتا ہے۔ تو طاقتوروں کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ کمزور کا خیال رکھیں۔ آپ اس کے ساتھ ایسے رنگ میں پیش آئیں۔ کہ اسے پشیمانی محسوس ہو۔ اور وہ توبہ کرے۔ بہرحال ایک مومن ڈر۔ رعب اور جتھے سے ڈر کر اپنا ایمان نہیں چھوڑتا۔ وہ دوسروں پر خود حملہ نہیں کرتا۔ وہ خود آئین شکنی اور فساد نہیں کرتا۔ وہ دوسروں سے لڑتا نہیں۔ لیکن جہاں تک عقائد کا سوال ہے۔ وہ قانون سے بالا ہیں۔ کیونکہ خدا تعالے اور بندے کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ خدا اور بندے کے درمیان کوئی حکومت بھی کھڑی نہیں ہو سکتی۔ جہاں تک مذہب اور ایمان کا سوال ہے کسی حکومت کو اس میں دخل حاصل نہیں۔ ایسی کوئی حکومت نہیں۔ جو کسی کے مذہب میں دخل دے۔ اگر کوئی کہتا ہے۔ کہ حکومت پاکستان ایسا کرے گی۔ تو حکومت کو اسے پکڑنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ حکومت کو پاگل اور وحشی قرار دیتا ہے۔ مذہب میں دخل دینے والے وحشی ہوتے ہیں۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ حکومت پاکستان مذہب میں دخل دیگی۔ وہ حکومت کو وحشیوں کی طرح دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ عقیدہ کا تعلق خدا تعالے سے ہے۔ یہ حکومت کے زور سے بدلا نہیں جاسکتا۔ اگر عیسائی کسی مسلمان کو ماریں۔ اور کہیں کہ تم تین خدا تسلیم کرلو۔ تو یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص مجھے پکڑ لے۔ اور کہے۔ تم یہ کہو۔ کہ میں ایک نہیں دو ہوں۔ تو خواہ وہ کتنا عذاب دے۔ میں اپنے آپ کو ایک ہی کہوں گا۔ پس اگر

خدا تعالےٰ ایک ہے

تو کون کہے گا۔ کہ خدا تین ہیں۔ اگر کمزور طبیعت کا کوئی شخص تین خدا کہہ بھی دے۔ تو اس کا اپنا دل یہ تسلیم کرے گا۔ کہ میں ایسا کہنے میں سچا نہیں۔ جان بچانے کی خاطر میں نے جھوٹ بولا ہے۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں۔ تو خواہ سارا شہر چڑھ آئے۔ لاکھ دو لاکھ کا جتھا حملہ کردے۔ ڈرائے اور طاقت کا رعب دے کر کہے۔ تم کہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں۔ تو ہم کس طرح آپ کو جھوٹا کہیں گے۔ کمزور طبیعت انسان اگر کہہ بھی دے۔ تو اس کا دل اسے جھوٹا کہہ رہا ہوگا۔ وہ سمجھتا ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں۔ جھوٹا میں ہوں۔ جس نے بزدلی دکھائی ہے۔ پس تم اپنے

ایمان کو مضبوط کرو

اور ساتھ ہی اپنے جذبات پر قابو رکھو۔ میرے پاس کئی لوگ آتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں ہم کیا کریں۔ ان کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ آخر ہم کب تک مار کھاتے جائیں گے۔ میں ان کی اس بات کا یہی جواب دیتا ہوں۔ کہ تم ماریں کھاتے جاؤ۔ جب خدا تعالےٰ نے تمہیں اس مقام پر کھڑا کیا ہے۔ کہ تم ماریں کھاؤ۔ تو میں کون ہوں۔ جو تمہیں بچا سکوں۔ جس حرکت پر معشوق راضی ہوتا ہے۔ عاشق وہی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ جہاد کرنا بڑی اچھی چیز ہے۔ لیکن اگر خدا تعالےٰ نے تم سے انگریزوں کے مقابلہ میں جہاد کروانا ہوتا۔ تو وہ تمہارے ہاتھ میں تلوار دیتا۔ اگر اس نے ان کے مقابلہ میں تم سے تلوار چھین لی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ انگریزوں سے جہاد کرنے کا موقعہ نہیں۔ اب تلوار ہمارے ہاتھ میں آگئی ہے۔

پاکستان آزاد ہوچکا ہے

اب ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی پاکستان کی آزادی میں فرق لائے۔ تو جہاد فرض ہو جائے گا۔ یہی دلیل ہمیں بھی اپنے مدنظر رکھنی چاہیئے۔ اگر خدا تعالےٰ نے ہمیں مار سے بچانا ہوتا تو وہ ہماری تعداد زیادہ کیوں نہ کر دیتا۔ خدا تعالےٰ آج یہ نظارہ دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ تم ماریں کھاؤ۔ جتنی زیادہ ماریں تم کھاؤ گے۔ خدا تعالےٰ تم سے اتنا ہی راضی ہوگا۔

موجودہ فتنے کا حقیقی علاج یہ ہے

کہ

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کریں

موجودہ فتنے کا حقیقی علاج یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ بک ڈپو صدر انجمن احمدیہ پاکستان اس وقت تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل کتب شائع کر چکا ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ خود خریدیں۔ اور دوسروں کو خریدنے کے لئے تحریک کریں۔ یا بطور تحفہ دیں۔ جو دوست محض تبلیغی غرض سے غیر احمدی مسلمانوں کو یہ کتب بھجوانا چاہیں۔ تو ہم انہیں خاص رعایت پر دیں گے۔

(مینیجر بک ڈپو صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ضلع جھنگ)

فہرست کتب معہ قیمت

(۱) حقیقۃ الوحی کاغذ سفید اعلیٰ قیمت بے جلد -/-/۸ مجلد -/-/۹ روپے۔
(۲) حقیقۃ الوحی کاغذ سفید درمیانہ قیمت بے جلد -/-/۶ مجلد -/-/۷ روپے۔
(۳) براہین احمدیہ حصہ پنجم کاغذ سفید اعلیٰ قیمت بے جلد -/۴/۳ روپے مجلد -/-/۴ روپے
(۴) براہین احمدیہ حصہ پنجم کاغذ سفید درمیانہ قیمت بے جلد -/۱۲/۲ روپے۔ مجلد -/۸/۳
(۵) نزول المسیح بے جلد -/۸/۲ روپے مجلد -/۴/۳
(۶) تحفہ گولڑویہ قیمت بے جلد -/۸/۲ روپے مجلد -/۴/۳
(۷) ازالہ اوہام قیمت بے جلد -/-/۴ روپے مجلد -/۱۲/۴
(۸) فتح اسلام قیمت بے جلد -/۶/- مجلد -/۱۰/-
(۹) توضیح مرام " " -/۶/- " -/۱۰/-
(۱۰) مسیح ہندوستان میں " " -/-/۱ " -/۱۰/۱
(۱۱) اسلام میں اختلافات کا آغاز " -/-/۱ " -/۶/۱
(۱۲) کشتی نوح بے جلد -/۶/- " -/۱۰/-
(۱۳) سبز اشتہار بے جلد -/۴/- مجلد -/۸/-
(۱۴) تجلیات الٰہیہ " -/۴/- " -/۷/-
(۱۵) ایک غلطی کا ازالہ " -/۲/- " -/۵/-
(۱۶) سیرت خاتم النبیین حصہ سوم بے جلد -/۸/۲ " -/۴/۳
(۱۷) دعوت الامیر قیمت بے جلد -/-/۳ روپے مجلد -/۱۲/۳
(۱۸) تبلیغی خط قیمت بے جلد -/۴/- " -/۱۰/-
(۱۹) اسلام اور ملکیت زمین اردو قیمت -/۸/۲ روپے
(۲۰) تفسیر کبیر جلد اول جزو اول مجلد -/۸/۶ "
(۲۱) تفسیر کبیر جلد ششم جزو چہارم حصہ سوم " -/۸/۶ "
(۲۲) تفسیر سورہ کہف قیمت مجلد -/۸/۱ "
(۲۳) آئینہ کمالات اسلام قیمت بے جلد -/-/۶ مجلد -/-/۷
(۲۴) چشمہ معرفت قیمت بے جلد -/-/۴ روپے مجلد -/-/۵
(۲۵) چشمہ مسیحی " " -/۶/- مجلد -/۱۰/-
(۲۶) ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی بے جلد -/۲/- مجلد -/۵/-

---

پروگرام سالانہ اجتماع ۵۲ء کیلئے مشورہ درکار ہے

امسال خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں تنوع پیدا کرنے کی غرض سے بعض اہم تبدیلیاں زیر غور ہیں۔ جن سے پروگرام کو غیر ضروری طوالت سے بچا کر خدام کے لئے مفید بنایا جاسکے۔ اس بارہ میں مجالس سے بذریعہ الفضل درخواست کی جاچکی ہے۔ کہ پروگرام کے سلسلہ میں اگر کوئی مفید شق ان کے زیر غور ہو۔ تو اس سے تفصیلی اطلاع دیں۔ یا ایسے امور جو ان کی نظر میں غیر ضروری ہوں۔ ان سے آگاہ کریں۔ تا مناسب تبدیلیاں کرکے اس سال کے پروگرام کو زیادہ مفید۔ بہتر اور کارآمد بنایا جاسکے۔ امید ہے آپ بہت جلد خدام سے مشورہ کرکے مرکز میں اطلاع بھجوا دیں گے۔ (نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

تقریب رخصتانہ اور درخواست دعاء

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت عاجزہ کی دونوں بچیوں کے نکاحوں کے اعلان ربوہ میں فرمائے تھے عزیزہ امۃ الرشید کا نکاح عزیزم لئیق احمدؐ بی۔ ایس۔ سی ابن کیپٹن غلام محمدؐ صاحب سے اور عزیزہ بشریٰ صادقہ کا نکاح عزیزم کبیر احمدؐ بی۔ اے ابن محترم قاضی بشیر احمدؐ صاحب بھٹی کے ساتھ فرمایا تھا۔ راولپنڈی میں دونوں کی تقریب رخصتانہ عمل میں آچکی ہے۔ تمام بزرگان جماعت اور درویشانِ قادیان کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان رشتوں کو جانبین کے لئے سلسلہ کے لئے غرض ہر لحاظ سے بہتر و بابرکت اور کامیاب فرمائے۔ اور نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔ خاکسارہ طالب دعا مبارکہ بیگم حال راولپنڈی اہلیہ قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نیروبی مقیم مشرقی افریقہ۔

یہ عمل کا وقت ہے خاموشی کا نہیں

(مندرجہ ذیل مضمون پریذیڈنٹ صاحب انجمن نوجوانان اسلام نے بصورت ٹریکٹ شائع کیا)

برادران - احرار اسلام مولوی عبدالحامد صاحب بدایونی سید سلیمان صاحب ندوی اور مولوی احتشام الحق صاحب دیوبندی نے مسلمانوں کی ترقی کے لئے ایک کشادہ راستہ کھول دیا ہے۔ یعنی یہ کہ جو لوگ بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں۔ لیکن اہل سنت والجماعت کے عقائد سے یا بالفاظ دیگر اس وقت کے علماء سے اختلاف رکھتے ہیں۔ انہیں اسلام باہر کیا جائے جائے تاآئندہ اختلافات کی کوئی صورت ہی باقی نہ رہے - نہ رہے گا بانس نہ باجے گی بانسریا - اس عمدہ نسخہ کے ذریعہ سے امید ہے کہ آئندہ مصلحت دیکھتے ہوئے مناسب وقت پر بعض اور فرقوں کو بھی اسلام باہر کرنے اور اختلاف کا نام نشان مٹا دینے کی صورت نکلتی رہے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسرے بہت سے ممالک میں جہاں تک ہماری دسترس نہیں یہ کانٹا موجود رہے گا۔ اور اسلام کے وہ معنے نہیں سمجھے جائیں گے۔ جو یہاں کے علماء سمجھتے ہیں۔ بلکہ وہی پرانے معنے جو امام ابو حنیفہؒ اور بعض دوسرے بزرگوں کی طرف منسوب ہیں۔ سمجھے جائیں گے لیکن اپنے ملک کو پاک کرنا یہاں کے علماء کا کام ہے۔ باہر والے جانیں انکا کام جانے موجودہ موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم سمجھتے ہیں کہ علماء کو پوری طرح گھر کی صفائی کر دینی چاہیئے۔ مثلاً مرزائی لوگ کہتے ہیں کہ ختم نبوت کے متعلق ہمارا وہی عقیدہ ہے۔ جو مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کا تھا۔ جو دیوبند کے بانی تھے اور مولانا احتشام الحق صاحب اور مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے روحانی باپ تھے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی کتاب تحذیر الناس میں ایسے فقرات موجود ہیں۔ جن کو پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مرزائی لکھ رہا ہے۔ جب تک یہ کتاب موجود ہے مرزائیوں کو دوسرے مسلمانوں پر غلبہ رہے گا۔ اور موجودہ جدوجہد ناکام رہیگی اسلئے ہمارے نزدیک وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے احرار اسلام اور مولانا احتشام الحق صاحب کو اس بات پر راضی ہو جانا چاہیئے کہ نانوتوی صاحب کی یہ کتاب اور دوسری کتابیں جن میں اس قسم کا ذکر ہے - پاکستان میں ممنوع الاشاعت قرار دی جائیں۔ بے شک مولانا بخاری اور مولانا احتشام الحق کے لئے یہ گھونٹ پینا تلخ ہوگا - لیکن اس بڑے کام کے پورا کرنے کے لئے جو انہوں نے شروع کیا ہے یہ تلخ گھونٹ پینا کوئی ایسا بڑا کارنامہ بھی نہیں۔ مرزائیوں کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ تو ان علماء سے بھی کلی برأت کا اظہار کیا جائے۔ جنہوں نے مرزائی عقائد کی تائید کی ہے اور نادانستہ ان کی اشاعت میں ممد ثابت ہوئے ہیں۔ یہ پتھر تو سخت ہے مگر چاٹنا ہی پڑے گا۔ ورنہ وہ مغرب زدہ مسلمان جو ہر بات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کی مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ وہ کمزور ایمان والے اپنی عقل کے برتے پر شور مچائینگے کہ جب دیوبندی علماء یہی کہتے چلے آئے ہیں جو یہ مرزائی کہتے ہیں۔ تو ان پر فتوے کیوں نہیں لگایا جاتا۔ دلوں میں ان لوگوں کی بے شک عزت کی جائے۔ مگر ظاہر میں برأت ضرور ظاہر کی جائے۔ ورنہ یہ مہم ناکام رہے گی۔

ہاں ایک اور مشکل ہے۔ اور وہ یہ کہ خالص حنفی طبقہ کے علماء نے بھی کچھ اسی قسم کی حرکات کی ہیں۔ ملا علی قاری جن کو عقائد کے بیان میں امام ابو حنیفہ صاحب سے کچھ ہی کم مرتبہ دیا جاتا ہے۔ اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی نے جو احناف ہند کے لئے گویا شیخ المشائخ کا رتبہ رکھتے ہیں۔ اسی قسم کے الفاظ اپنی کتابوں میں لکھدیئے ہیں۔ جو مرزائی کہتے ہیں۔ اور مرزائی ان کتب کو دکھا دکھا کر کہتے ہیں۔ کہ یہ لوگ ان عقیدوں کے باوجود بزرگ اور امام اور ہم کافر اور مرتد؟ آخر یہ فرق کیوں؟ اور یہ مغرب زدہ مسلمان اس دلیل کو سنکر متاثر ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ عقل انسان کو علماء کی تائید کے لئے ملی ہے نہ کہ ان کی مخالفت کے لئے۔ مگر بہرحال اس مغربیت کی مرض کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس لئے اگر کسی نہ کسی رنگ میں ملا علی قاری اور مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی کتب کو بھی ضبط کر لیا جائے۔ تو یہ ایک بڑی دینی خدمت ہوگی اور اس سے احرار اسلام جیسے مجاہدین کو بڑی تقویت پہنچے گی

مگر ایک اور بات بڑی مشکل ہے اس کا علاج ذرا جان جوکھوں کا کام ہے۔ مگر احرار اسلام ارادہ کر لیں۔ تو وہ بھی کوئی ایسی بڑی بات نہیں۔ اور وہ یہ کہ ہمارے ملک میں پیروں فقیروں کا بہت زور ہے اور یہ لوگ محی الدین صاحب ابن عربی معین الدین صاحب چشتی اور خواجہ میر درد صاحب کے ذرا ضرورت سے زیادہ معتقد ہوتے ہیں۔ اور ان بزرگوں نے بھی اپنی کتب میں ویسی ہی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ جیسے مرزائی کہتے ہیں۔ حضرت معین الدین صاحب چشتی نے تو اپنے آپ کو مسیح تک کہہ دیا ہے اور اپنے اوپر جبرائیل کے اترنے اور ان پر وحی نازل کرنے تک کا دعوے کر دیا ہے ان حوالوں سے مرزائیوں کو بہت تقویت ملتی ہے۔ اور ان حوالوں کو سنکر صوفیوں کے شاگرد اور معتقد چلا اٹھتے ہیں کہ ان بزرگوں کو کافر کہیں یا مرزائیوں کو مسلمان اور پھر گھبرا کر کہہ اٹھتے ہیں کہ ان بزرگوں کو تو کافر کہنا مشکل ہے ان مرزائیوں کو ہی مسلمان سمجھ لیتے ہیں۔ اب اس شر کا ازالہ یہی ہے کہ کم سے کم مرزائی فتنہ کے استیصال تک ان بزرگوں کی کتب کو پاکستان میں ضبط کر لیا جائے۔ اور داخلہ ممنوع قرار دیا جائے۔ تاکہ مرزائی ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ اور تمام مساجد میں علماء یہ خطبہ پڑھیں کہ بعض ضروری مصالح کی وجہ سے ان کتب کا پڑھنا ممنوع قرار دیا جاتا ہے کم سے کم عقل کی مرض میں مبتلا ان کو ہرگز نہ دیکھیں۔ اس وقت مسلمانوں کی تو وہی حالت ہے کہ

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

چند سال ہوئے ایک شخص نے شیخ شلتوت پروفیسر جامعہ ازہر و صدر مجلس افتاء سے پوچھا کہ قرآن کی رو سے مسیح زندہ ہیں یا فوت ہو گئے۔ تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ قرآن کے رو سے مردہ ہیں ان کی توجہ جب اس طرف پھرائی گئی۔ کہ مولانا علماء ہند تو متوفیک کے معنے موت کے نہیں کرتے۔ تو انہوں نے اس اشارہ کو بھی نہ سمجھا اور صاف لکھ دیا کہ غیر عرب جو عربی نہیں جانتے۔ (یہ ہتک کی ہمارے علماء کی) جو چاہیں معنے کریں۔ ہم عرب لوگ جن کی مادری زبان عربی ہے - متوفیک کے معنے وفات دینے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ اسپر بھی جب فتوے پوچھنے والے نے کہا کہ اس فتوے سے مرزائیت کو تقویت پہنچتی ہے۔ تو انہوں نے یہ جواب لکھکر بھجوا دیا کہ مجھے اس سے کیا کہ اس فتوے سے مرزائیت کو تقویت پہنچتی ہے۔ میں نے تو وہ فتوے دیا ہے۔ جو قرآن سے ثابت ہے۔ اگر موجودہ دور کے علماء بھی مصلحت وقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ اور ایک دوسرے سے تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو ان علماء سے اس دنیا میں کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

یہ وقت کام کا ہے۔ ہمیں سب پرانے بزرگوں کا ایسا لٹریچر غائب کر دینا چاہیے جس سے مرزائی فائدہ اٹھا سکیں۔ آخر ان بزرگوں سے ہمنے اب کیا فائدہ اٹھانا ہے انہوں نے جو کچھ لکھنا تھا لکھ چکے۔ اور فوت ہو گئے۔ کام تو اب احرار اسلام آئینگے کوئی الیکشن لڑنا پڑا یا باہمی منافقتوں میں استمداد کی ضرورت ہوئی۔ تو آخر یہی کام دینگے پس انہی کی تائید ہمیں کرنی چاہیئے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو موجودہ علماء کے فتووں سے مرزائیوں کا کچھ نہ بگڑے گا۔ مسلمان فطرتاً بہادر اور شریف الطبع واقع ہوا ہے۔ وہ ان فتووں سے متاثر ہو کر اور زیادہ تحقیق کرنے لگ جائے گا۔ اور مرزائیوں کے قتل اور ان کے بائیکاٹ کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ شریف اور بہادر مسلمان مظلوم کی حمایت کے جذبہ سے متاثر ہو کر کھڑا ہو جائے گا۔

پس اسوقت کیجئے اس سے پہلے سب ایسا لٹریچر غائب کر دینا چاہیئے نہ وہ لٹریچر ہوگا نہ مرزائی اسے مسلمانوں کو دکھا سکیں گے۔

خاکسار:-

کامریڈ محمد حسین پریذیڈنٹ انجمن نوجوانان اسلام

پاکستان پنجاب لاہور

سید محمد داؤد کہاں ہیں؟

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

سید محمد داؤد صاحب کلرک دفتر ناظر اعلیٰ ربوہ ایک عرصہ سے لاپتہ ہیں۔ وہ اپنے دفتر سے مورخہ ۲۴؍ جولائی ۱۹۵۲ء کو صرف ایک ہفتہ کی رخصت لے کر گئے تھے لیکن قریباً ایک ماہ ہونے کو آیا ہے کہ وہ ابھی تک واپس نہیں آئے اور نہ ان کی طرف سے کوئی اطلاع آئی ہے جس کی وجہ سے ان کی بیمار والدہ اور دیگر عزیز سخت پریشان ہیں۔ اگر سید محمد داؤد اس اعلان کو دیکھیں، یا کسی دوست کو ان کا پتہ معلوم ہو تو اطلاع دیکر ممنون فرمائیں۔ ان کے بعض رشتہ دار لاہور اور کراچی اور پشین علاقہ بلوچستان میں ہیں۔ ان مقامات کے احباب خاص طور پر توجہ دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۵۲/۸/۱۷

وی پی طلب کرنا

اپنے آپ کو اور سلسلہ کو نقصان پہنچانا ہے۔ رہیدہا اور محفوظ طریق یہ ہے۔ کہ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھجوائی جائے۔ اس سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔ کیونکہ وی پی طلب کرنے کے لئے پہلے آپ ایک کارڈ یا لفافہ دفتر کو لکھتے ہیں۔ جو دو یا تین دن میں دفتر کو ملتا ہے پھر دفتر ہذا کی طرف سے وی پی بھجوایا جاتا ہے۔ جو آٹھ دس دن میں طلب کنندہ کے پاس پہنچتا ہے طلب کنندہ کے وی پی چھوڑا لینے کے بعد بعض دفعہ تو صرف آٹھ دس دن میں رقم دفتر ہذا میں پہنچتی ہے۔ مگر خریدار اسی دن سے پرچہ کا منتظر رہتا ہے کہ جبکہ اُس نے وی پی چھڑوا لیا تھا بسا اوقات وی پی چھوڑائے جانے کے بعد ڈاکخانہ کی دفتری کارروائی یا غفلت میں پھنس جاتا ہے۔ اسلئے دفتر اس لحاظ سے معذور ہوتا ہے۔ کہ اس کے پاس رقم نہیں آئی۔ اور خریدار اس لحاظ سے پریشان ہونے میں ایک حد تک حق بجانب ہوتا ہے۔ کہ وہ ڈاکخانہ کو رقم دے چکا ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ وی۔ پی کا خرچ (منی آرڈر کی فیس کے علاوہ) مزید پانچ آنہ خریدار کو ادا کرنا پڑتا ہے۔

پس وی۔ پی منگوانے میں ایک تو اٹھارہ بیس دن کا انتظار کرنا یا بعض صورتوں میں جب کہ وی۔ پی ڈاک خانہ میں پھنس جائے مہینوں کا انتظار دُگنا خرچ اور گمشدگی کی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر منی آرڈر میں ایک خریدار چار پانچ دن میں بہت کم خرچہ پر پرچہ جاری کرا سکتا ہے۔ آپ قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر بھجواتے ہوئے کوپن پر جو چاہیں لکھ دیجئے۔ رقم ملتے ہی پرچہ جاری کر دیا جائے گا۔ آپ کو انتظار نہ کرنا پڑے گا۔ نئے خریدار خصوصی وی۔ پی منگوانے سے اجتناب فرمائیں۔ اور اپنے آپ کو اور دفتر ہذا کو نقصانِ رقم اور وقت سے محفوظ رکھیں۔

(منیجر)

یہ مصلح موعود کا مبارک زمانہ ہے ہر احمدی کو جستجو ہونا چاہیئے وہ جہاں کہیں ہو۔ وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں کے اور لائبریریوں کا پتہ روانہ کرے۔ ہم ان کو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے۔ عبد اللہ الہ دین سکندر آباد۔ دکن

ہمارے مشتہرین سے استفسار کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں!

اعلانات دار القضاء

بمطالبہ ناظر صاحب بیت المال صدر انجمن احمدیہ ربوہ از محمد صادق صاحب ولد کرم دین صاحب ساکن ڈنگروٹ کوٹلی ضلع جموں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ مدعی علیہ مبلغ ۱۳۱/ روپے حسب اقرار خود یکماہ کے اندر یکمشت مدعی مذکور کو ادا کریں میعاد برائے درخواست منسوخی فیصلہ ہذا ایک ماہ مقرر کی گئی ہے۔ چونکہ مدعی علیہ فریق کو معمولی طریق سے فیصلہ کی اطلاع نہیں ہو سکی۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا ان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو مقررہ میعاد کے اندر اس کی منسوخی کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔ (ناظم دار القضاء)

۲۔ عبد اللطیف صاحب سائیکل ساز ملاکسوب، ربوہ نے بشیر احمد صاحب ولد لال دین صاحب معمار سے مبلغ ۳۰/ روپیہ بقایا از قیمت سائیکل دلائے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔ بذریعہ اعلان ہذا مدعی علیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ ۲۵ ستمبر ۵۲ء پیروی مقدمہ دار القضاء میں تشریف لائیں۔ بصورت عدم تشریف آوری زیر ہدایت ۶۲ یکطرفہ کی جائے گی۔ (ناظم دار القضاء)

درخواست دعا:۔ میری دو لڑکیاں عزیزان عارفہ اور راشدہ سلمہا دونوں بعارضہ نمونیہ سخت علیل ہیں۔ عارفہ سلمہا کو ڈبل نمونیہ ہے ساوہ وہ ٹاٹا ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ (خاکسار محمد سلیمان امیر جماعت احمدیہ جمشید پور)

جامعہ نصرت کی عمارت کی تعمیر کے لئے چندہ

تقریباً ڈیڑھ سال سے ربوہ میں لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے کالج کھل چکا ہے۔ کالج کی اپنی عمارت آج کل زیر تعمیر ہے۔ سلسلہ کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے کالج کے سٹاف نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ عمارت کے لئے ہم خود چندہ جمع کریں گے۔ اس غرض کے لئے نظارت بیت المال سے اس سال میں دس ہزار روپے چندہ جمع کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ چندہ اکٹھا کرنے کی کاپیاں طالبات میں تقسیم کر دی گئی ہیں۔ بہنوں کی خدمت میں میری درخواست ہے۔ کہ جب بچیاں چندہ لینے کے لئے ان کے پاس جائیں۔ تو وہ ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور نہ صرف خود چندہ دیں۔ بلکہ اپنے باپ بھائی۔ اور خاوندوں سے بھی چندہ لیکر دیں۔ کیونکہ گو کالج صرف لڑکیوں کا ہے۔ لیکن لڑکی کی تعلیم میں ماں اور دونوں کا حصہ ہوتا ہے۔

ڈائرکٹرس جامعہ نصرت ربوہ ضلع جھنگ۔ جنرل سکرٹری لجنہ اماء اللہ

ٹنڈر نوٹس

۱۔ شیڈول ریٹ ٹنڈر حسب ذیل کاموں کیلئے دستخط کنندہ ذیل کی طرف سے ۲۶ ستمبر ۵۲ء کو ۲ بجے تک اس مقررہ فارم پر وصول کئے جائیں گے۔ جو ایک روپیہ فی کاپی ادا کرنے پر ۲۶ ستمبر کو ۱/۲ ۱۲ بجے تک اس دفتر سے مل سکتا ہے۔ یہ ٹنڈر اسی تاریخ کو عوام کے درمیان ۳ بجے کھولے جائیں گے۔

نمبر شمار کام کا نام	کام کی تخمینًا لاگت	زر بیعانہ جو این ڈبلیو آر کے ڈویژنل پے ماسٹر کے پاس جمع کرائی جائے
۱۔ قلعہ شیخوپورہ میں ۲ یونٹ جونیئر سب آرڈی نیٹ اور ۸ یونٹ کلاس IV سٹاف کوارٹرز تیار کرنا	۱۸۰۰۰/-	۴۰۰/-
۲۔ سیالکوٹ وزیر آباد سیکشن کے چک جھمرہ سٹیشن پر پردہ دار احاطہ تیار کرنا	۹۰۰۰/-	۳۰۰/-
۳۔ سیالکوٹ کے آئی لینڈ پلیٹ فارم پر سیمنٹ اور سنگل فلور (فرش)	۸۰۰۰/-	۲۵۰/-

مفصل شرائط وقواعد وضوابط ایام کار میں کسی دن بھی دستخط کنندہ ذیل کے دفتر میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ سب سے کم یا اور کوئی ٹنڈر قبول کرنے کے لئے ریلوے ایڈمنسٹریشن (انتظامیہ) پابند نہیں ہے۔

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ لاہور

لیاقت علی خاں مرحوم کے قتل کے تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ

وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ قتل محض انفرادی قتل تھا یا کسی سازش کا نتیجہ!

کراچی ۱۷ اگست آج مسٹر لیاقت علی مرحوم وزیر اعظم پاکستان کے قتل کی تحقیقات کرنے والے کمیشن کی رپورٹ کا خلاصہ شائع کر دیا گیا ہے۔ کمیشن نے متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی ہے کہ وثوق سے نہیں کہا جاسکتا۔ کہ وزیر اعظم مرحوم کا قتل قاتل کا محض انفرادی فعل تھا۔ یا کسی سازش کا نتیجہ۔ کمیشن نے کہا ہے کہ قاتل سید اکبر دانستہ یا نادانستہ طور پر کسی کا آلہ کار تھا۔ کمیشن نے قاتل کی نگرانی سے پولیس کی بے پروائی پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایبٹ آباد اور راولپنڈی میں اس کی نگرانی میں شدید کوتاہی اور فرض ناشناسی کا مظاہرہ کیا گیا۔

پولیس کی تفتیش سے مسٹر لیاقت علی مرحوم کے قتل کے بارے میں تین سازشوں کا سراغ ملتا ہے۔ مگر ابھی تک ان کا قاتل سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہو سکا۔ تاہم کمیشن کے روبرو جو حقائق زبانی یا دستاویزات کی صورت میں پیش کئے گئے۔ ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قاتل سید اکبر دانستہ یا نادانستہ طور پر کسی تیسری پارٹی کا آلہ کار تھا۔ اس سلسلہ میں اسبات کی بھی شہادت مل چکی ہے۔ کہ اس کے بعض لوگوں سے خفیہ تعلقات تھے۔ لیکن کمیشن نے ان سازشوں کی تفصیلات پیش کرنا عوامی مفاد کے مناسب نہیں سمجھا۔ ان میں سے دو سازشوں کا ایک دوسری سے سلسلہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس معاملہ پر پوری پوری توجہ دی جا رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت سید اکبر کا ان سازشوں میں سے کسی سے تعلق معلوم ہو جائے۔

محرکات

کمیشن نے سید اکبر کے اس گھناونے جرم کے تین ممکن محرکات کا گہرا جائزہ لینے کے بعد یہ رائے ظاہر کی ہے کہ وثوق کے ساتھ ان میں سے کسی ایک کو بھی اس اقدام کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ یہ تین محرکات حسب ذیل ہو سکتے ہیں۔

۱۔ سید اکبر نے وزیر اعظم مرحوم کو جنون کے دورے میں آکر قتل کیا ۲۔ یا اس نے یہ اقدام وزیر اعظم مرحوم کی کشمیر کے بارے میں پالیسی سے ناخوش اور بیزار ہو کر کیا اور یا پھر (۳) اس جرم کی تہ میں اس کے انتہا پسندانہ مذہبی نظریات کارفرما تھے۔

نگرانی سے کوتاہی

کمیشن نے اپنی تحقیقات میں یہ بھی کہا ہے "ایبٹ آباد میں قاتل سید اکبر کی نگرانی میں بہت کوتاہی برتی جاتی تھی۔ راولپنڈی میں بھی پولیس نے اس کی نگرانی میں غفلت اور نرمی کا مظاہرہ کیا۔ اس کی محکمانہ طور پر تحقیقات کی جا رہی ہے۔

مسلم لیگ کی جانب سے بھی جن افراد نے جلسہ کا بندوبست کیا۔ انہوں نے بھی قاتل کو چبوترہ کے پاس بیٹھنے کا موقع بہم پہنچا کر انہیں گولی کا نشانہ بنایا جانے میں آسانی پیدا کر دی۔ پھر محمد شاہ سب انسپکٹر پولیس نے قاتل کو گولیوں کا نشانہ بنا کر ایک غیر دانش مندانہ اقدام کیا اور مسلم لیگ کے رضا کاروں نے اسے برچھیوں سے ہلاک کر کے ایک ایسا کام کیا ہے جو انتہائی مذمت کا مستحق ہے"

قاتل پاگل نہیں تھا

کمیشن نے قتل کے محرکات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا ہے۔ پہلے محرک کی تائید میں صرف یہ دلیل پیش کی جا سکتی ہے کہ اس کے ارکان خاندان کی تاریخ میں دیوانگی کے امکانات کا سراغ ملتا ہے لیکن اگر اس سے قطع نظر صرف اسی کے اپنے اقدام سے اس کی دماغی حالت کا جائزہ لیا جائے تو وہ غیر معمولی عیار معلوم ہوتا ہے۔ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ قتل کا منصوبہ پہلے سے بنایا گیا تھا اور بڑے غور و فکر کے بعد اسے بڑی عیاری اور چالاکی سے عملی جامہ پہنایا گیا۔ اس حقیقت کے پیش نظر اس کے پاگل ہونے کا امکان موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ اس کے علاوہ اس کی اپنی ذہنی ساخت اس کے دیوانہ ہونے کا ثبوت فراہم نہیں کرتی"

"راولپنڈی کے جلسے میں اس نے وزیر اعظم مرحوم کے بالکل قریب بائیں جانب جگہ حاصل کرنے کی کوشش کی اور اس کے لئے ٹکٹ خریدنے کی کی بھی پیشکش کی تاکہ وہ قریبی جگہ سے وزیر اعظم مرحوم کو بآسانی اور یقینی طور پر گولی کا نشانہ بنا سکتا۔ وہ بڑے ٹھنڈے دل و دماغ کا آدمی تھا۔ اس کا ثبوت اس بات سے مل سکتا ہے کہ اس نے چشم زدن میں وزیر اعظم کے دل پر ایک ہی جگہ دو نشانے لگائے"

"سید اکبر کا اپنے بیٹے کو ساتھ لانے اور اتنا زیادہ روپیہ لے کر آنے کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح اسے پاکستان سے فرار ہونے میں آسانی رہے گی۔ ظاہر ہے کہ یہ اقدام کسی مجنون آدمی کا نہیں ہو سکتا۔

قتل سیاسی اختلاف کا نتیجہ نہیں تھا

دوسرے محرک کے حق میں بھی قاتل کی بیوہ ممل بی بی کے بیان کے سوا کوئی ایسی شہادت نہیں جس سے ثابت ہو سکے کہ وہ کوئی خاص سیاسی نظریہ رکھتا تھا یا کسی سیاسی جماعت سے وابستہ تھا۔

ممل بی بی کے بیان کے مطابق قاتل نے بھارتی فوجوں کے پاکستان کی سرحدات پر اجتماع کے موقع پر اسے کہا تھا کہ یہ پاکستان کے لئے مناسب موقع ہے کہ وہ جہاد کا اعلان کر کے بھارت پر چڑھائی کر دے۔ اس نے مولویوں کو جہاد کے متعلق تقریریں کرنے کیلئے روپیہ بھی دیا تھا اور خود جہاد میں حصہ لینے کیلئے زرد رنگ کا لباس بھی سلوایا تھا جب وہ ۱۴ اکتوبر کو ایبٹ آباد سے راولپنڈی روانہ ہوا اور جب اس نے قتل کا ارتکاب کیا اس وقت وہ یہی لباس پہنے ہوئے تھا۔ اس کے بارے میں جہاد کشمیر میں حصہ لینے کی اطلاع بے بنیاد ثابت ہوئی۔ وہ افغان باشندہ تھا اور جب تک اسے یہ توقع نہ ہوتی کہ مسٹر لیاقت علی کو قتل کرنے سے پاکستان کی کشمیر کے متعلق پالیسی تبدیل کر دی جائے گی۔ قتل ایک ایک بے مقصد اقدام ہوتا اس سے صرف یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ یہ قتل محض ایک انفرادی فعل ہی نہیں تھا۔ بلکہ اس کی تہ میں حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش پوشیدہ تھی۔

مذہبی دیوانگی کا نظریہ

کمیشن نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ ممکن ہے سید اکبر نے اس وجہ سے مرحوم وزیر اعظم کو قتل کیا ہو کہ وہ ایک مسلمان کی حیثیت سے سید اکبر کے معیار پر پورے نہیں اترتے تھے یہ ایک کمزور مفروضہ ہے جو اگر درست ہے تو ہمیں توقف کر کے غور و خوض کرنا چاہئیے اور اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہئیے۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب ہوا کہ سید اکبر جیسے لوگ مذہب کو جس صورت میں سمجھتے ہیں وہ ممکن ہے دوسرے شخص کو بھی کسی ایسے شخص کے قتل پر آمادہ کر دے جو اسلامی کردار کے بنیادی اصولوں کے متعلق اپنے ذاتی نظریات رکھتا ہو خواہ وہ کتنے ہی دیانتداری پر مبنی کیوں نہ ہوں"۔

"اگر یہ عقیدہ عام ہو جائے کہ ایک شخص جان سے مارنے کا حق رکھتا ہے اور اپنی اس حرکت کے سلسلہ میں نیک نامی اور معاوضہ کا طلبگار ہو کیونکہ اس نے "ظاہری رسومات" کی پابندی کر کے نہ صرف حق العباد اور حق اللہ کو پورا کیا ہے بلکہ اپنے معیاروں پر دوسروں کو پرکھنے اور اپنے فیصلہ کو عمل میں لانے کا حق بھی حاصل کر لیا ہے۔ تو یہ چیز مملکت اور سوسائٹی کے لئے تباہ کن ہو گی"

"ہمارے خیال میں یہ اپنے فرض کی ادائیگی سے کوتاہی ہو گی۔ اگر ہم نے حکومت کی توجہ ان رجحانات کی طرف نہ دلائی۔ جن کو اگر اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا تو وہ پاکستان کی ترقی کو غیر معین عرصہ کیلئے روک دیں گے اور جس سے ممکن ہے کہ بڑے پیمانہ پر ایسے واقعات کا اعادہ ہونے لگے جیسا واقعہ کہ اس وقت ہمارے زیر تحقیق ہے"

گونگے اور بہروں کی طرز تعلیم کا کالج

لاہور ۱۸ اگست انڈر گریجویٹ اور فرسٹ کلاس میٹرک مرد اور عورتیں جو بہرے اور گونگے بچوں کے طرز تعلیم کی تربیت لینا چاہتے ہیں۔ اپنی درخواستیں ۳۱/۸/۵۲ تک پرنسپل صاحب سنٹرل انسٹی ٹیوٹ فار دی ڈیف اینڈ ڈمب ۱۱ جگر لاہور کے نام بھیجیں۔ امریکن خواتین پروفیسر ہیں کورس دس ماہ کا ہے۔ جو وسط ستمبر سے شروع ہوتا ہے۔ اس ٹریننگ کیلئے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے بورڈنگ میں رہائش کا علیحدہ علیحدہ انتظام ہے۔ گنجائش مختصر ہے۔ نایاب وقعہ ہے پراسپکٹس مع فارم داخلہ دس آنے کے ٹکٹ بھیجکر منگوائیں

(بقیہ لیڈر صفحہ ۲)

مسلمان احراریوں اور غنڈوں کو اپنے جلسہ پر حملہ کرانے کے لئے لوا لائے تھے کہ آؤ ہم پر اینٹیں اور پتھر چلاؤ۔ اور پھر لکھتا ہے کہ اس کے بعد کہا گیا "علماء سے خونی انتقام لیا جائے گا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اس اداراتی نوٹ میں سب سے بڑی منہ پھٹ تلبیس جو کی گئی ہے اس کے یہ الفاظ ہیں (نقل کفر کفر نباشد)

"ناظم الدین سے لے کر ممتاز دولتانہ تک کو ولد الحرام۔ زناکار۔ کنجروں کی اولاد اور جنگلوں کے سؤر سمجھتا ہے اور ان کی ماؤں کو کتیاں قرار دیتا ہے" (نعوذ باللہ)

کیا حکومت کا فرض نہیں ہے کہ "آزاد" کے ادارہ سے پوچھے کہ بتاؤ ایسا کہاں کہا گیا ہے۔

آخر میں نوٹ نگار لکھتا ہے:۔

"ہم اپنی جان پر کھیل کر بھی ناموس رسالت پر آنچ نہیں ہونے دیں گے"

ہم عرض کرتے ہیں یہ تو آپ کے اس اداراتی نوٹ سے ہی ظاہر ہوتا ہے جس میں ایک بھی سچ نہیں۔ کیا ناموس رسالت "جھوٹ" سے قائم رہتا ہے۔؟ (نعوذ باللہ)